اکائی: 5 عظیم علمائے بلاغت

اکائی کے اجزاء

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 جاحظ

5.4 ابن المعتز

5.5 قدامہ بن جعفر

5.6 ابن طباطبا اصبہانی

5.7 رمّانی

5.8 ابو ہلال عسکری

5.9 باقلانی

5.10 ابن رشیق

5.11 خفاجی

5.12 جرجانی

5.13 زمخشری

5.14 خلاصہ

5.15 نمونے کے امتحانی سوالات

5.16 مطالعے کے لیے رہ نما کتابیں

5.17 مشکل الفاظ کی فرہنگ

5.1 مقصد

اس اکائی کا مقصد یہ ہے کہ ہم علمائے بلاغت کے ناموں اور بلاغت کے میدان میں اُن کے کارناموں سے واقف ہوں۔اس کو جاننے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم علم بلاغت کی تاریخ کو جان سکیں گے اور ہمیں معلوم ہوگا کہ علم بلاغت نے ابتدائی دور میں کیا شکل اختیار کی اور آگے چل کر کن کن مراحل سے اس کا گزر ہوا۔جب ہم ان علمائے بلاغت کے ناموں اور کارناموں سے واقف ہوں گے تو ہمارے ہمارے ذہن میں علم بلاغت کے پورے ذخیرے کا ایک جامع خاکہ آ جائے گا۔اس سے ہمیں اس علم کو سمجھنے اور اس کے اہم نقوش سے آگاہ ہونے کا موقع ملے گا۔اس علم کے اتار چڑھاؤ اور اس کے اساطین سے واقف ہونے کا موقع ملے گا۔

5.2 تمہید

انسان نے جب سے بولنا سیکھا ہے، اُسی وقت سے اُس کے دل میں یہ جذبہ موجود رہا کہ وہ اپنی بات کو بہتر سے بہتر انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کرے۔لوگ اس کی بات کو غور سے سنیں اور اس پر توجہ دیں۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں میں کلام کو بنانے سنوارنے کا شعور اپنے عروج کو پہنچا ہوا تھا۔وہ کلام کو جانچنے پرکھنے اور اُسے بہتر سے بہتر بنانے کے سلسلے میں بہت حساس تھے۔ہر سال سوقِ عکاظ میں جہاں دوسرے بہت سے کام ہوتے تھے، وہیں ایک دوسرے کے کلام پر تنقید و تنقیح کا عمل بھی بہت اہتمام کے ساتھ جاری رہتا تھا۔

چھٹی صدی عیسوی میں اسلام کی آمد کے بعد بھی کلام کے حسن پر بہت زور دیا گیا۔پیغمبر اسلام ﷺ نے زبان و بیان کی اصلاح اور اس پر عبور حاصل کرنے کی ترغیب دی۔خود بھی اعلیٰ ترین کلام دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی۔خلفائے راشدین کے دور میں بھی زبان و بیان کی پرورش اور سرپرستی کا یہ سلسلہ بہ دستور جاری رہا۔

خلافتِ اموی میں اسلامی حدود مزید وسیع ہوئیں تو بڑے بڑے اہل علم اور اہل زبان سامنے آئے۔بعض خلفاء بھی شعر و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور اہلِ ادب کی سرپرستی کرتے تھے۔لیکن ایک تو اس دورِ حکومت کا بڑا حصہ انتشار میں گزرا اور دوسرے یہ دورِ حکومت ایک صدی تک بھی نہ چل سکا، اس لیے اس دورِ حکومت میں علمِ بلاغت اور دوسرے علوم کی کوئی عظیم الشان ترویج نظر نہیں آتا۔

اموی خلافت کے خاتمے کے بعد عباسی خلافت کا آغاز ہوا۔یہ دورِ حکومت کئی صدیوں پر محیط رہا۔اس میں ہر لحاظ سے عالمِ اسلام کو بڑی ترقیاں حاصل ہوئیں۔اکثر علوم کی ترویج و اشاعت ہوئی۔علم بلاغت کا درخت بھی خوب برگ و بار لایا۔چناں چہ تیسری صدی ہجری سے علم بلاغت کا ارتقاء شروع ہوا اور پھر یہ علم ترقیات کی اعلیٰ منازل تک پہنچا۔

عباسی دور سے پہلے بلاغت کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے اس بلاک کی دوسری اکائی ''علم بلاغت-آغاز و ارتقاء'' کے ابتدائی صفحات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

5.3 جاحظ

ابوعثمان عمر بن بحر بن محبوب الکنانی البصری، المعروف بجاحظ دوسری صدی ہجری کے نصف آخر 160ھ میں پیدا ہوا۔قدرتی طور پر جاحظ کی شکل دیکھنے میں بھری معلوم ہوتی تھی، دونوں آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں، اس لیے اسے جاحظ کہا جائے لگا۔عربی زبان میں جَحَظَ کے معنی ہوتے ہیں۔

آنکھوں کا ابھرنا۔ اِسی لیے اُسے حظ کہا جاتا تھا، یعنی ابھری ہوئی آنکھوں والا۔ وہ 225ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔

جاحظ کا مزاج ابتداء ہی سے باغیانہ تھا۔ اُسے زندگی میں تنگ دستی یا کسی طرح کی مادی پریشانی کا سامنا نہیں تھا۔ وہ صرف لکھتا پڑھتا اور دوستوں یاروں کی مجلسوں میں وقت گزارتا تھا۔ اس لیے اُس کا مزاج ہر ایک کا مزاق اڑانے، ہر ہران بات کو غلط ثابت کرنے اور ہر روایت سے بغاوت کرنے کا بن گیا تھا۔ اپنے اسی مزاج سے وہ اعتزال کا شکار ہوا اور معتزلہ کا بہت بڑا وکیل بن گیا۔

اس کے باغیانہ تیور نے عربی زبان وادب کو یہ برا فائدہ پہنچایا کہ اُس کے ذریعے عربی کا روایتی اسلوب نگارش ختم ہوا اور عرب قلم کار نئے انداز سے لکھنے اور سوچنے کی طرف راغب ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی زبان وادب کی تاریخ میں جاحظ کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

جاحظ نے مختلف علوم وفنون میں بہت سی کتابیں اور رسالے تحریر کیے۔ بعض لوگوں نے اس کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد دوسو تک بتائی ہے۔ اس بات کو درست نہ مانا جائے تو بھی اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں کہ وہ بسیار نویس بھی تھا اور جدت طراز بھی۔ اُس نے بہت لکھا ہے اور جو بھی لکھا ہے، اُس میں ندرت اور جدّت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُس کی مشہور کتابوں میں البیان والتبیین، کتاب البخلاء، کتاب الحیوان، کتاب الاعتزال، کتاب الأمثال، کتاب الإخوان، عناصر الأدب أخلاق الملوک شامل ہیں۔

البیان والتبیین کو علم بلاغت کی پہلی کتاب کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس سے پہلے کسی ایسی کتاب کا سراغ نہیں ملتا، جس میں بلاغت کے متعلقہ امور پر گفتگو کی گئی ہو اور ان امور کے متعلق مختلف اصول وضوابط کو ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں پہلی مرتبہ بلاغت کے موضوعات زیر بحث آئے اور ان کے اصول وضوابط کو موضوعِ گفتگو بنایا گیا۔ اگر چہ یہ علم بلاغت کی کوئی مستقل مرتب یا منظّم تصنیف نہیں ہے، اس کے باوجود اصولِ بلاغت کو کتابی شکل میں سب سے پہلے اسی کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح ہم اس کتاب کو علم بلاغت کی بلند و بالا عمارت کا پہلا پتھر کہہ سکتے ہیں۔

یہاں یہ بات ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ بعض اسکالرز نے البیان والتبیین کے نام پر اعتراض کیا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ کتاب کا نام البیان والتبیین نہیں، البیان والتبین ہے۔ یہ ایک لمبی علمی بحث ہے۔ علمی دنیا میں تمام طور پر البیان والتبیین ہی معروف ہے۔

البیان والتبیین کا جائزہ لیتے ہوئے مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے جاحظ کے طرزِ تصنیف کے متعلق یہ بنیادی بات لکھی ہے:

”ویبد و للقارئی أن هذہ الموضوعات التي تناولها في تمهید کتابه توافق طبیعة الجاحظ في البعث، فإنه یذکر الجانب المعارض أولاً، ثم یتناول الجانب الذي یدعو إلیه، ویقدہ۔الصورة المتابلة السیئة قبل الصورة الجمیلة، والعله یعتقد أن الخروج من السوء إلی الخیر یفتح قلب الإنسان لمعرفة النعمة، فذکر نعمة البیان والإفصاح، بعد عیوب اللسان ومشکلات البیان۔“ (مصادر الأدب العربي، محمد واضح رشید الحسني الندوی، ص ٤٢)

قاری کے اوپر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ اس کتاب کی تمہید میں جو موضوعات اٹھائے گئے ہیں وہ بحث و تحقیق کے سلسلے میں جاحظ کے مزاج سے کس قدر میل کھاتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ موضوع کا مخالف پہلو ذکر کرتا ہے اور اُس کے بعد اُس پہلو کا احاطہ کرتا ہے جس کا وہ خود داعی ہے۔ وہ خوب صورت پہلو سے قبل خراب پہلو کو ذکر کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کا اعتقاد یہ ہو کہ بُرائی سے اچھائی کی طرف جانا انسان کے دل کو نعمت شناسی کے لیے کھول دیتا ہے۔ اُس نے زبان و بیان کے نقائص ومسائل کو ذکر کرنے کے بعد بیان وفصاحت کی نعمت کا تذکرہ کیا ہے۔

5.4 ابن المعتز

ابوالعباس عبداللہ بن المعتز باللہ، المرتضی باللہ ترتیب کے لحاظ سے انیسواں عباس خلیفہ تھا۔اس کا نام عبداللہ اور ابوالعباس کنیت تھی۔اس کا باپ المعتز باللہ تیرہواں عباس خلیفہ تھا، جو کہ تین سال پایۂ تخت پر متمکن رہا۔اُس کے بعد زبردستی تخت سے معزول کر دیا گیا۔یہی معاملہ، بلکہ اس سے بھی خطرناک معاملہ اس کے بیٹے عبداللہ ان المعتز کے ساتھ پیش آیا۔ابن المعتز کو 296ھ میں خلیفہ بنایا گیا۔اُس نے اپنے لیے المرتضی باللہ کا لقب اختیار کیا۔ تختِ شاہی پر پوری طرح قدم رکھے بھی نہ تھے کہ اُسی دن بہت سے فتنہ پروروں نے حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔اس طرح وہ ایک دن کے خلیفہ کے طور پر معروف ہوا۔اس کے قتل کے افسوس ناک واقع پر شعراء نے بڑی تعداد میں مرثیے کہے۔

سیاسی زندگی کے اس دردناک پہلو سے ہٹ کر دیکھا جائے تو ابن المعتز نے علمی دنیا میں ہمیشہ کے لیے اپنے نقوش چھوڑے۔اُسے علم البدیع کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔وہ فطری طور پر ایک شاعر اور بڑا ادیب تھا۔علم و ادب کا خاص ذوق رکھتا تھا۔اُسے جس تصنیف کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے وہ ''البدیع'' ہے۔اس کتاب میں ابن المعتز نے علم بلاغت ہی کی ایک شاخ بدیع کو اپنا موضوع بنایا ہے۔اس طرح وہ علم بلاغت کے اصول کو کتابی شکل میں پیش کرنے والا دوسرا اور بدیع پر مستقل تصنیف پیش کرنے والا پہلا شخص قرار پایا۔اسی لیے اسے علم بدیع کا بانی کہا جاتا ہے۔

247ھ میں پیدا ہونے والا ابن المعتز 49 سال زندگی گزار کر 296ھ میں اسی دنیا سے رخصت ہوگیا۔سیاسی لحاظ سے اگرچہ وہ کوئی کام نہ کر سکا،لیکن علمی لحاظ سے اُس نے اپنا نام ہمیشہ کے لیے تاریخ کے صفحات میں درج کرالیا۔بلکہ علم بلاغت کے لحاظ سے اُس مقام پر فائز ہوا، جو مقام کسی دوسرے عباسی یا غیر عباسی خلیفہ کو حاصل نہ ہو سکا۔البدیع کے علاوہ فصول التماثیل اور طبقات الشعراء بھی اُسی کی تصانیف ہیں۔

5.5 قدامۃ بن جعفر

ابوالفرج قدامۃ بن جعفر بن قدامۃ بن زیاد البغدادي 337ھ میں پیدا ہوا۔اس کا تعلق عیسائی مذہب سے تھا۔ادب، منطق اور فلسفہ پر خصوصی درک حاصل تھا۔سترہویں عباسی خلیفہ المکتفی باللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس کی خصوصی توجہات کا مستحق ہوا۔اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مسلم علمی حلقوں میں بھی خاص پذیرائی ہوئی۔ابتداء ہی سے فلسفیانہ ذہن پایا تھا۔اس لیے ہر چیز کو منطق انداز میں دیکھنے کا عادی تھا۔جس موضوع پر بھی کلام کرتا، اُس کے اطراف و جوانب کا احاطہ کرتا اور اس سے نتائج برآمد کرتا تھا۔اسی لیے مختلف وزراء اور امراء کا بھی منظورِ نظر اور مقرب رہا۔

قدامۃ بن جعفر نے مختلف کتابیں تصنیف کیا، جن میں کتاب البلدان، کتاب الخراج، کتاب صفاعۃ الکتابۃ، کتاب جواہر الألفاظ، کتاب السیاسۃ، کتاب زہر الربیع في الأخبار اور کتاب نقد الشعر کے نام ملتے ہیں۔

علم بلاغت میں قدامۃ بن جعفر کی کتاب نقد الشعر خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔یہ کتاب ابن المعتز کی کتاب البدیع کے بعد لکھی گئی سب سے ممتاز کتاب ہے۔اس میں قدامۃ بن جعفر نے ابن المعتز کے چھیڑے گئے مسائل کو آگے بڑھایا ہے اور بہت سے مسائل میں اس سے اختلاف بھی کیا ہے۔اس لیے اس کتاب کو بجا طور پر ابن المعتز کی البدیع کا تتمہ کہا جاتا ہے۔

قدامۃ بن جعفر نے علمی لحاظ سے ایک سرگرم اور کامیاب زندگی گزاری۔نقد الشعر نے اُس کے نام کو ہمیشہ باقی رکھنے کا انتظام کیا۔ 337ھ میں یہ عظیم ادیب اور ماہر بلاغت اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

5.6 ابن طباطبا اصبہانی

ابوالحسن محمد بن أحمد بن طباطبا العلوي الهاشمي القريشي الأصبهاني چوتھی صدی ہجری کا عظیم مصنف، ادیب اور ماہر بلاغت تھا۔ زمانی ترتیب کے لحاظ سے اس کا نام قدامۃ بن جعفر سے پہلے ہونا چاہیے، لیکن چوں کہ قدامۃ بن جعفر اپنے کام کی نوعیت کو وجہ سے ابن المعتز کا تتمہ سمجھا جاتا ہے، اس لیے اُس کا تذکرہ ابن المعتز کے فوراً بعد اور ابن طباطبا سے پہلے کیا گیا ہے۔ ابن طباطبا 322ھ میں اُصبہانی میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا شجرۂ نسب آٹھ واسطوں سے حضرت علی ابن ابی طالبؓ تک پہنچتا ہے۔

ابن طباطبا اصبہانی کو زبان و ادب کا خصوصی ذوق تھا۔ وہ اپنے دور کے عام مشاہیر سے اس طور پر الگ تھا کہ اُس نے ایک فن کے علاوہ کسی دوسرے فن میں طاقت آزمائی نہیں کی۔ پوری طرح ایک ہی فن سے وابستہ رہا۔ اس فن ادب کے لیے اپنی تمام تر علمی صلاحیت وقف کیں۔

ابن طباطبا نے عربی ادب کو اپنی متعدد تصانیف سے مالا مال کیا۔ اس کی معروف تصانیف میں سنام المعالي، عيار الشعر، الشعر والشعراء، نقد الشعر اور کتاب العروض کے نام آتے ہیں۔ ان میں سے عیار الشعر کو موضوع بلاغت ہے۔

جیسا کہ اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب شعر سے گفتگو کرتی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں شعر کو جانچنے پرکھنے اور اس کی چھان پھٹک کرنے کے پیمانوں پر گفتگو لی ہے۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کتاب کہی جاسکتی ہے۔ اس طور پر کہ اس میں شاعری کے سیاق میں بلاغت کو موضوع بنایا گیا ہے اور شعر کے بلاغتی پہلوؤں پر جامع بحث کی گئی ہے۔

5.7 رمّانی

ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن عبداللہ الرّمانی چوتھی صدی ہجری کا بے مثال مصنف اور لغوی تھا۔ اُس کا تعلق معتزلہ کے کلامی مدرسہ فکر سے تھا۔ رمانی نے بہت ساری کتابیں تصنیف کیں۔ یہ کتابیں مختلف علوم وفنون سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُس کی تصانیف کی تعداد 100 تک پہنچتی ہے۔

رمّانی کو ایک بڑا اشرف یہ حاصل ہوا کہ اُس نے مختلف علوم کے اماموں سے علم حاصل کیا۔ علم نحو کو زجاج اور ابن سراج سے حاصل کیا۔ عربی ادب کا علم ابن درید سے حاصل کیا اور دینی علوم ابن اخشید سے حاصل کیے۔ سب جانتے ہیں کہ ابن اخشید ایک معتزلی عالم تھا۔ اس لیے رمّانی بھی عقائد کے لحاظ سے معتزلی ہو گیا تھا۔

مختلف علوم کو اُن کے ماہر علماء سے حاصل کرنے کی وجہ سے رمانی مختلف علوم کے ماہر کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اُسے ایک بڑا نحوی بھی سمجھا جاتا ہے اور بڑا ادیب بھی۔ وہ ماہر لغوی بھی ہے اور بڑا فلسفی و متکلم بھی۔ اسی لیے اُس کے شاگردوں میں ابو حیان توحیدی جیسے عظیم فلسفی شامل ہیں۔

رمانی کی کتابوں میں ''النکت فی اعجاز القران'' کو علم بلاغت میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب میں رمانی نے قرآنِ کریم کو بنیاد بنا کر علمِ بلاغت کے اصول وضوابط پر گفتگو کی ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے اولیت رکھتی ہے کہ اس میں اعجازِ قرآن کے حوالے سے پہلی مرتبہ علم بلاغت کو پیش کیا گیا ہے۔

تصنیف وتالیف کے میدان میں عظیم خدمات انجام دے کر رمانی 386ھ میں انتقال کر گیا۔

5.8 ابو ہلال عسکری

ابو ھلال حسن بن عبداللہ العسکری کا تعلق ایران سے تھا۔ وہ چوتھی صدی ہجری میں ایران کا عظیم مصنف اور شاعر سمجھا جاتا ہے۔

ابوھلال عسکری نے ادب تفسیر اخلاقیات اور شاعری کے میدان میں گہرے نقوش قائم کیے۔ تفسیر میں اُس نے ''المحاسن فی تفسیر القرآن'' اور پانچ جلدوں میں تفسیر قرآن پیش کی تو اخلاقیات میں ''ذم الکبر''، ''فضل العطاء'' تصنیف کیں۔ شاعری میں اپنا دیوان چھوڑا تو حماسہ کی شرح بھی لکھی۔ علمِ بلاغت میں ہم اُسے اُس کی مشہور تصنیف ''الصناعتین'' کی وجہ سے جانتے ہیں۔

''الصناعتین''، میں عسکری نے نثر اور نظم کو دو مستقل صنعتیں قرار دے کر اُن کے اصول و آداب پر گفتگو کی ہے۔ دونوں کو اپنا موضوع بنایا ہے اور دونوں کے حسن و قبح کو واضح کیا ہے۔

مختلف میدانوں میں اہم خدمات انجام دے کر ایران کا یہ مشہورِ زمانہ مصنف 395ھ میں وفات پا گیا۔

5.9 باقلانی

ابوبکر محمد بن الطیب بن محمد بن جعفر بن القاسم المعروف بالباقلانی عہدِ عباسی میں پانچویں صدی ہجری کے عظیم مصنف مفکر، فقیہہ اور ادیب تھے۔ امت نے اُن کی خدمات کی وجہ سے شیخ السنہ اور لسانُ الأمۃ کے لقب سے یاد کیا۔ بہت سے علماء نے اُنھیں اپنے زمانے کا مجدد بھی کہا ہے۔ تاریخِ اسلام کے عظیم علماء جیسے ابن تیمیہ، ذہبی، قاضی عیاض اور خطیب بغدادی نے اُن کی زبردست تعریف کی ہے۔

باقلانی نے امام دارقطنی، امام ابوالحسن اشعری اور ابوزید قیروانی جیسے اساطین سے علم حاصل کیا اُس کے بعد علوم القرآن، فقہ، اصولِ فقہ اور علم کلام کے میدانوں میں لازوال خدمات انجام دیں۔

باقلانی کی کتاب ''اعجاز القرآن'' کو علمِ بلاغت میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اُنھوں نے اس کتاب میں قرآنِ کریم کے ادبی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور قرآن کے ادبی اعجاز کو بڑی خوبی کے ساتھ واضح کیا ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر علمِ بلاغت کی ایک شاخ علمِ بدیع کے گرد گھومتی ہے۔ گویا باقلانی علمِ بدیع کو بلاغت کا اہم ترین جزء تسلیم کرتے ہیں۔

متعدد میدانوں میں لازوال خدمات انجام دے کر اور ابواسحاق شیرازی جیسے بے مثال شاگرد چھوڑ کر ابوبکر باقلانی 403ھ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور بغداد میں آسودۂ خاک ہوئے۔

5.10 ابن رشیق

ابوعلي الحسن بن رشیق القیر والي 390ھ یا 406ھ میں الجزائر میں پیدا ہوا۔ سالِ پیدائش میں سخت اختلاف ہے۔ ابتداء ہی سے شعر و ادب کی طرف رجحان تھا۔ کم عمری سے شعر کہنے شروع کر دیے تھے۔ محمد بن جعفر القزاز اور اُبواسحاق القیر وائي جیسے اساطینِ ادب سے نحو، لغت، عروضی تنقید، بلاغت اور مشاہدات کا علم حاصل کیا اور آسمانِ ادب پر ایک روشن ستارے کی حیثیت سے ظاہر ہوا۔

ابن رشیق نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے چند ہی ہم تک پہنچ سکی ہیں۔ اُسی کی مشہور کتابوں میں اُنموذج الزمان في شعراءِ القیر وان، الشذ وذفي اللغۃ، قراضۃ الذہب في نقد اُشعار العرب اور ایک شعری دیوان شامل ہے۔ لیکن وہ کتاب جس نے ابن رشیق کو علم بلاغت کی تاریخ میں بلند مقام پر فائز کیا، وہ کتاب العمدۃ ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب شعری تنقید اور اس کے اصول و ضوابط کے متعلق ہے۔ اس میں مصنف نے اپنے پیش رو ناقدین کی آراء کا تذکرہ کرتے ہوئے اُن کا جائزہ لیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب مصنف کے ساتھ ساتھ اکثریت رو علمائے ادب کے نظریات کا مجموعہ بن گئی ہے۔ اس اجتماع بن کتاب اور مصنف کو انفرادیت عطا کی ہے۔ اس مشہور عالمِ بلاغت ابن رشیق القیر وانی کا انتقال 463ھ میں ہوا۔

5.11 خفاجی

ابومحمد عبداللہ بن محمد بن سعید بن سنان الخفاجي العلبي پانچویں صدی ہجری کا مشہور ادیب اور ماہر بلاغت تھا۔شاعری کا بھی اعلیٰ ذوق تھا۔لیکن اسی کی اکثر تصانیف اور شعری دیوان ہم تک نہیں پہنچ سکے۔البتہ علم بلاغت کے متعلق لکھی ہوئی اُس کی کتاب ''سرّ الفصاحۃ'' علمی حلقوں تک پہنچی اور مقبول ہوئی۔اس کتاب میں خفاجی نے فصاحت پر بنیادی گفتگو کرتے ہوئے،فصاحت و بلاغت کے درمیان فرق کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ساتھ ہی بلاغت کی مختلف شاخوں کی تحدید و تعیین بھی کی ہے۔

خفاجی کو ایک بڑا امتیاز یہ حاصل ہے کہ اُس کو عربی زبان کے عظیم فلسفی شاعر ابوالعلا المعري سے بھی تلمذ کا شرف حاصل رہا۔لیکن اُس میں اور المعري میں ایک بڑا فرق یہ رہا کہ المعري نے خود کو علم و فلسفے کے لیے وقف کیے رکھا،جب کہ خفاجی نے سیاسی سرگرمیوں میں بھی خاص شرکت اختیار کی۔وہ امراء اور وزراء کے درباروں کا مستقل شریک اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی پیش پیش رہتا تھا۔یہی سرگرمی اُس کی محبت کی وجہ نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک وزیر نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اُسے قتل کرا دیا۔خفاجی کی موت 466ھ میں واقع ہوئی۔

5.12 جرجانی

ابوبکر عبدالقاہر بن عبدالرحمان بن محمد الجرجاني علم و ادب کی تاریخ کا ایسا نام ہے،جس کے بغیر زبان و ادب کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔جرجانی نے انتہائی خستہ حال گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔مختلف ماہرین سے نحو،احب،بلاغت اور شاعری کا علم حاصل کرکے علمی دنیا میں قدم رکھا۔خاص طور پر علم بلاغت کے میدان میں ایسا امتیاز پیدا کیا اور ایسی وقیع تصانیف پیش کیں کہ اُسے علم بلاغت کا بانی اور مؤسس قرار دیا گیا۔

عبدالقاہر جرجاني نے ایک شعری دیوان کے علاوہ الایضاح في النحو،الجمل،الرسالۃ الشافعیۃ في الإعجاز اور إعجاز القرآن جیسی گراں قدر تصانیف پیش کیا۔ان کے علاوہ جن دو تصانیف نے اُسے علم و فضل میں امامت کے درجے پر فائز کیا۔وہ دلائل الاعجاز اور أسرار البلاغۃ ہیں۔مذکورِ بالا کتب کے ناموں سے ہی ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جرجانی نے مختلف علوم و فنون پر کام کیا اور قیمتی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔

جرجانی کی دو تصانیف دلائل الاعجاز اور أسرار البلاغۃ اپنے حسنِ ترتیب زبردست اندازِ تفہیم اور منطقی طرزِ گفتگو کی وجہ سے علمی دنیا میں ہاتھوں ہاتھ لی گئیں۔ان کتابوں نے کئی نسلوں کو متاثر کیا۔ان کی متعدد شرحیں لکھی گئیں۔انھیں موضوعِ بحث و تحقیق بنایا گیا اور عربی ادبیات بالخصوص بلاغت سے واقفیت رکھنے والوں کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ فرض کے درجے میں ضروری سمجھا جانے لگا۔

جرجان کو اس بات میں اولیت اور سبقت حاصل ہے کہ اس نے پہلی مرتبہ بلاغت کے اصول و قواعد کو منظّم و مرتب انداز میں ایک مستقل علم کی حیثیت سے پیش کیا۔اس سے پہلے بلاغت کے موضوع پر جو کچھ بھی لکھا گیا،وہ متفرق اور غیر مرتب تھا۔جرجانی نے تمام مباحث کا احاطہ کرتے ہوئے بلاغت کو علمِ بلاغت بنایا اور رہتی دنیا تک کے لیے ایک ایسا نقش قائم کر گئے کہ آج تک اس سے بہتر کام پیش نہیں کیا جا سکا۔اسی لیے جرجانی کو بجا طور پر علم بلاغت کا بانی کہا جاتا ہے۔

عبدالقاہر جرجانی کی وفات 471ھ میں ہوئی۔

5.13 زمخشری

ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الخوارزمي الزمخشري علوم اسلامی کی تاریخ میں ایک جلیل القدر امام کی حیثیت سے معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بے مثال ذہانت عطا فرمائی تھی۔ اسی لیے انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، نحو اور جغرافیہ کے موضوعات پر گراں قدر تصانیف پیش فرمائیں۔ جس طرح وہ مختلف علوم میں امامت کے درجے پر فائز تھے، اسی طرح عقیدے کے لحاظ سے معتزلی اور عمل کے لحاظ سے حنفی تھے۔

علامہ زمخشری نے علم تفسیر میں الکشاف، علم حدیث میں مشتبہ أسامي الدواۃ، علم فقہ میں الرائض في علم الفرائض، مرؤوس المسائل، علم تصوف میں أطواق الذہب في المواعظ، النصائح، علم جغرافیہ میں کتاب الامکنۃ والجبال والمیاہ، علم ادب میں مقامات الذمخشری اور علم بلاغت میں أساس البلاغۃ جیسی اہم کتابیں تصنیف کیں۔ اُن کی تفسیر الکشاف صدیوں سے دنیا کے تمام اسلامی علمی حلقوں میں پڑھی پڑھائی جارہی ہے۔

علامہ زمخشری نے ویسے تو علم بلاغت میں أساسی البلاغۃ کے نام سے مستقل کتاب تصنیف کی ہے، لیکن اپنی تفسیر میں انھوں نے قرآن کریم کو بنیاد پر فصاحت و بلاغت اور زبان و ادب کے لحاظ سے جو نوادر پیش کیے ہیں، وہی اُن کا اصل امتیاز سمجھے جاتے ہیں۔ چھٹی صدی ہجری میں زمخشری کے پائے کا کوئی دوسرا ماہرِ بلاغت نظر نہیں آتا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ علم بلاغت کی تاریخ میں عروج و جمود کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے بعد کا دورِ جمود شروع ہوگیا۔ شوقی صیف نے بھی انھیں علم بلاغت کے دورِ عروج کا آخری مجتہد کہا ہے۔

چھٹی صدی ہجری کے درمیان یعنی 538ھ میں علامہ زمخشری نے اس دنیا کو الوداع کہا۔ اُس کے بعد علم بلاغت میں دورِ جمود کا آغاز ہوگیا۔ دورِ جمود کے آغاز میں امام فخر الدین رازی (604ھ) کی نہایۃ الإیجاز في درایۃ الإعجاز اور اُن کے بعد سکاکي (626ھ کی مفتاح العلوم کو خاصی شہرت حاصل ہوئی۔ البتہ یہ کتابیں اپنے مصنفوں کی عظمت کے باوجود کوئی ایسی چیز پیش نہیں کرسکیں، جنھیں علم بلاغت میں اضافے سے تعبیر کیا جاتا۔ ان کے بعد دورِ جمود اور مضبوط ہوگیا اور اب تک شائع ہونے والی کتابوں کی تلخیصات و شروحات کا سلسلہ چل پڑا۔ اس دور کے اہم لوگوں میں ابن الأثیر (630ھ) اور خطیب قزویني کو خصوصی شہرے حاصل ہوئی۔ علم بلاغت میں ان کا مقام بلند تھا، لیکن ان تمام مصنفین کو زمخشری اور ان سے پہلے کے علمائے بلاغت کی طرح کوئی نئی دریافت کرتے، کچھ نئے مباحث اٹھانے اور نئے نظریات پیش کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔

5.14 خلاصہ

اب تک کے مطالعے سے ہمارے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ علم بلاغت کا آغاز، عروج، جمود اور انحطاط سب کچھ عباسی دورِ حکومت میں پیش آیا۔ تیسری صدی ہجری میں جاحظ کے ذریعے علم بلاغت کی ترتیب و تدوین کا جو آغاز ہوا، وہ ابن المعتز، قدامۃ بن جعفر، رمّانی، باقلانی، ابن طباطبا، عسکری، ابن رشیق، خفاجی سے ہوتا ہوا جرجانی تک پہنچا۔ اس عروج کے بعد زمخشری، رازی، سکاکی ابن اثیر اور قزوینی کے ساتھ یہ علم پوری طرح جمود کا شکار ہوگیا۔

یہ جدول علم بلاغت کی پوری تاریخ یاد رکھنے میں آپ کے لیے معاون ثابت ہوگا:

نمبر شمار	علماءِ بلاغت	سنین وفات	تصانیف
1	جاحظ	225ھ	البيان والتبيين — بلاغت کے مباحث کی علمی پیش کش کا آغاز
2	ابن المعتز	296ھ	البديع
3	قدامہ ابن جعفر	337ھ	نقد الشعر
4	رمّانی	386ھ	النكت في إعجاز القرآن — متکلمین کے علم بلاغت کو اختیار کرنے کا آغاز
5	باقلّانی	403ھ	إعجاز القرآن
6	ابن طباطبا اصبہانی	322ھ	عيار الشعر
7	ابو ہلال عسکری	395ھ	الصناعتين
8	ابن رشیق قیروانی	463ھ	العمدة في صناعة الشعر ونقده
9	ابن سنان خفاجی	466ھ	سرّ الفصاحة
10	عبدالقاہر جرجان	471ھ	دلائل الإعجاز اور أسرار البلاغة
11	زمخشری	538ھ	الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل
12	فخرالدین رازی	604ھ	نهاية الايجاز في دراية الإعجاز — دورِ جمود کا آغاز
13	سکاکی	626ھ	مفتاح العلوم
14	ابن الأثر	630ھ	المثل السائرفي أدب الكاتب والشاعر — مکمل دورِ جمود
15	خطیب قزوینی	750ھ کے قریب	تلخيص المفتاح

5.15 نمونے کے امتحانی سوالات

تین سطروں میں جواب دیجیے:

1- تیسری صدی ہجری کے عظیم علمائے بلاغت اور ان کی کتابوں کے نام لکھیے۔

2- قدامۃ بن جعفر نے ابن المعتز کے کام کو کس طرح آگے بڑھایا؟

3- باقلانی کے کچھ اوصاف لکھیے۔

پندرہ سطروں میں جواب دیجیے:

1- علم بلاغت میں جاحظ کا کیا مقام ہے؟

2- علم بلاغت کا بانی کسے کہا جاتا ہے؟ اور کیوں؟

3- علم بلاغت میں دورِ جمود اور دورِ انحطاط کی خصوصیات لکھیے۔

5.16 مطالعے کے لیے رہ نما کتابیں

1- المختصر في تاريخ البلاغة، **ڈاکٹر عبدالقادر حسین**

2- مصادر الأدب العربي، **مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی**

5.17 مشکل الفاظ کی فرہنگ